مولوی ذکاء اللہ بہ حیثیت مورخ

MAULVI ZAKAULLAH AS A HISTORIAN

ڈاکٹر سمیرا بشیر [1]

Abstract:

Maulvi Zakaullah was one of those companions of Sir Syed Ahmed Khan who tried his level best to accomplish the goals of Aligarh Movement. He also offered services to resolve the difficulties faced regarding the books on Geography, Ethics, Literature, Biography, Linguists and History.

He gave special attention to History. His books entitled "Tarikh-e-Hindustan (10 Volume), Sultan-e-Hindustan (Volume 1 & 2), Tarikh-e-Englasia, Aain-eQasri, Sawan-e-Samiullah, Tarikh-e-Islam, Farhang-e-Farhang etc carry great importance.

Keywords: Maulvi Zakaullah, Historian, Tarikh-e-Hindustan, Aligarh Movement, Sir Syed Ahmad Khan

مولوی ذکاء اللہ سرسید احمد خان کے ان ساتھیوں میں سے تھے جنہوں نے علی گڑھ تحریک کے مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی سطح پر پوری کوشش کی۔ انہوں نے جغرافیہ، اخلاقیات، ادب، سیرت، ماہرین لسانیات اور تاریخ کی کتابوں کے حوالے سے درپیش مشکلات کے حل کے لیے خدمات بھی پیش کیں۔ انہوں نے تاریخ پر خصوصی توجہ دی۔ تاریخ ہند (۱۰ جلد)، سلطان ہند (جلد ۱ اور ۲)، تاریخِ انگلش، عینِ قصری، ساونِ سمیع اللہ، تاریخِ اسلام، کے عنوان سے ان کی کتابیں ہیں۔ فرہنگِ فرہنگ وغیرہ کی بڑی اہمیت ہے۔

کلیدی الفاظ: مولوی ذکاءاللہ، شمس العلما، مؤرخ، سر سید احمد خان، علی گڑھ تحریک، تاریخ ہند

شمس العلما مولوی ذکاءاللہ ۲۰/اپریل ۱۸۳۲ء کو دہلی کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حافظ ثناء اللہ تھے۔ مولوی ذکاءاللہ کے پردادا ابتدائی مغلیہ دور میں افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے اور یہاں آ کر مغل شہزادوں کے استاد مقرر ہوئے۔

مذہبی ماحول ملنے کی وجہ سے مولوی ذکاءاللہ کا رجحان بھی مذہب اسلام کی طرف بڑھتا گیا اور جوانی میں ہی آپ کا شمار عالموں میں ہونے لگا۔

مولوی ذکاءاللہ کو مغلوں کے حالات دیکھ کر ان کے زوال کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے مستقبل کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لیے انگریزی اور جدید علوم پر توجہ دینی شروع کر دی اور دہلی کالج میں داخلہ

[1] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، وفاق اُردو یونی ورسٹی، کراچی

لے لیا وہاں انہوں نے علم ریاضی میں خاص دلچسپی کی وجہ سے سترہ سال میں اردو زبان میں ریاضی کی پہلی کتاب لکھی جس کا پہلا ایڈیشن چار دن میں فروخت ہو گیا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد دہلی کالج میں ریاضی کے استاد مقرر ہوئے۔اس کے بعد اورینٹل کالج میں پرنسپل اور ۱۸۷۷ء میں میسور کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے۔

مولوی ذکاءاللہ سرسید کے ان ساتھیوں میں سے تھے جنہوں نے علی گڑھ تحریک کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور کتابوں میں اپنی خدمات پیش کیں۔انہوں نے ''تہذیب الاخلاق'' کے لیے کئی مضامین لکھے آپ ورنیکلر یونیورسٹی کے بڑے موید بھی تھے ان کی تصانیف اور علمی خدمات کے اعتراف میں حکومت نے انہیں ۱۸۶۴ء میں خان بہادر کا خطاب دیا۔

جب ''انجمن ترقی اردو'' کا ادارہ قائم ہوا تو اس کے صدر پروفیسر آرنلڈ، سیکریٹری علامہ شبلی نعمانی جب کہ نائب صدر کے عہدے پر مولوی ذکاءاللہ کو مقررہ کیا گیا۔۱۹۰۹ء میں آپ اسلامی کانفرنس کے صدر کے عہدے پر فائز رہے۔آپ کا انتقال ۱۹۱۰ء میں ہوا۔

انہوں نے جغرافیہ، اخلاقیات، ادب، سوانح، لسانیات، معاشیات اور سیاست کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔آپ نے تہذیب الاخلاق کے لیے بھی مضامین لکھے، لیکن علم ریاضی پر انہوں نے سب سے زیادہ یعنی ۸۱ کتابیں لکھیں ''سلطنت ہندوستان'' کی دو جلدیں، ''آئین قصری''(سوانح عمری ملکہ وکٹوریہ ۳ جلدیں) سوانح سمیع اللہ، تاریخ اسلام، فرہنگ فرنگ (اہل یورپ کی شائستگی اور تہذیب کا حال)

''۔۔حامد حسن قادری نے مولوی ذکاءاللہ کی کتابوں کی فہرست ۱۴۳ بتائی ہے۔حالانکہ ان کی کتابوں کی تعداد کم از کم ۱۶۰ تھی۔''[۱]

انہوں نے اس زمانے میں اعلیٰ مغربی تعلیم اردو زبان میں دی اور الہ آباد کالج سے سبکدوش ہونے تک اردو زبان میں تعلیم دیتے رہے،اس کے بعد علم تاریخ پر خصوصی توجہ دی اور دس جلدوں پر مشتمل ''تاریخ ہندوستان''، لکھی۔ان کی یہ تصنیف خاص اہمیت رکھتی ہے۔یہ کتاب اس ترتیب سے لکھی گئی۔

۱) تاریخ ہندوستان (جلد اول) اس جلد میں تمہید ہے کہ مصنف نے کس طرح کتاب کو تصنیف کی

۲) تاریخ ہندوستان (جلد دوم) (سلاطین خلجیہ، تغلق، سیدوں اور لودھیوں کے بادشاہوں کا حال)

۳) تاریخ ہندوستان (جلد سوم) (بابر نامہ، شگرف نامہ، ہمایوں، رزم نامہ، شیر شاہ)

۴) تاریخ ہندوستان (جلد چہارم) (مختلف شہروں اور سلاطین کی تاریخ)

۵) تاریخ ہندوستان (جلد پنجم) (اقبال نامہ اکبر)

۶) تاریخ ہندوستان (جلد ششم) (کارنامہ جہانگیر)

۷) تاریخ ہندوستان (جلد ہفتم) (نامہ ظفر شاہ جہاں)

۸) تاریخ ہندوستان (جلد ہشتم) (نامہ عالمگیری)

۹) تاریخ ہندوستان (جلد نہم) (زوال سلطنت تیمور)

۱۰) تاریخ ہندوستان (جلد دہم) (مختلف مضامین)

اس تاریخی کتاب لکھنے کی خاص وجہ تھی، بقول سی ایف اینڈریو، ان کی خواہش تھی کہ :

> ''۔۔۔۔۔ وہ ثابت کریں کہ ہندوستان میں اچھی حکومت کا پہلا اور آخری اصول مذہبی رواداری ہے۔ ان کے نزدیک بہترین حکمران خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا انگریز۔ وہ تھے جو رواداری سے محبت رکھتے تھے اور اس پر عمل پیرا تھے اور مختلف فرقوں کو باہم متحد رکھتے تھے۔ بجائے اس کے وہ مذہبی اور نسلی تنگدلی، تعصب اور غرور کی قوتوں کے ذریعے انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ رکھیں۔'' [۲]

''تاریخ ہندوستان'' کی دس جلدوں میں انہوں نے ہندوستان کی پوری تاریخ کو سمیٹ لیا ہے خاص طور پر مغلوں سے کہاں کہاں کوتاہیاں ہوئیں اور ان کے زوال کے کیا اسباب تھے۔ تمام حالات و واقعات کو انہوں نے بڑی سچائی کے ساتھ بیان کیا ہے۔۔ اس خیال کی تائید ڈاکٹر اے۔ ایچ کوثر نے اس طرح کی ہے:

> ''تاریخ ہندوستان'' تحقیقی اعتبار سے لائق ستائش اور قابل قدر کوشش تھی لیکن اس کی طوالت اور ضخامت کے سبب اس کو صحیح مقام حاصل نہ ہوا۔ انہوں نے کتابوں کی تصنیف کے سلسلے میں انتہائی محنت، لگن، غور فکر اور تحقیق وتدوین سے کام لیا۔''[۳]

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مولوی ذکاء اللہ نے مغل دربار میں ہونے والی تمام غیر اخلاقی سرگرمیوں، عیاشیوں اور غیر ذمہ دارانہ طور طریقوں کو دیکھا تھا۔ اگر انگریز برصغیر میں آکر مغلیہ حکومت میں مداخلت نہ کرتے تو بھی مغل اپنی ہی غلطیوں سے کبھی اپنے زوال کو پہنچ جاتے۔

''تاریخ ہندوستان'' میں مولوی ذکاء اللہ نے شاہ ظفر کی سادگی اور غیر ذمہ دارانہ رویے پر حیرت اور افسوس کیا ہے۔ ان حالات سے جب حکمرانی اور دربار کی شان و شوکت بڑی واضح طور پر زوال کی جانب بڑھتی ہوئی نظر آ رہی تھی ان حالات میں بھی بادشاہوں کا دربار سجا کر رقص و سرور کی محفلوں میں گم رہنا، اپنے زوال کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ان تمام واقعات کو مولوی ذکاء اللہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا:

> ''۔۔۔امور نظم و نسق جہاں تک وہ بادشاہ کے حیطہ اختیار میں تھے بد سے بدتر ہوتے گئے۔ خود بادشاہ حریص درباریوں اور خوشامدیوں کے ہاتھ کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے جو انعام و اکرام کی توقع میں خوشامد کرتے اور ان کی موسیقی اور شاعری کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے تھے۔ اس ترکیب سے وہ بڑی بڑی رقمیں اینٹھ لیتے تھے جنہیں درحقیقت ملکی مفاد پر صرف ہونا چاہیے تھا۔''[۴]

تاریخ ہندوستان میں انہوں نے مغلیہ حکومت کے بارے میں جن حقائق کی نشاندہی کی ہے ان پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انہوں نے حقائق صرف سر سید کے ہم خیال ہونے یا انگریزوں کو متاثر کرنے کے لئے نہیں بیان کیے بلکہ دربار میں جو کچھ ہو رہا تھا اور ان کے غیر سنجیدہ ہونے کی وجہ سے عوام پس رہی تھی، ملک تباہی کی طرف جا رہا تھا، سرکاری خزانے خالی ہو گئے جنگ آزادی کے بعد حالات مزید خراب ہو گئے اور عوام کو حالات سدھرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اور مولوی ذکاء اللہ کے خیال کے مطابق؛

''۔۔۔اورنگزیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کی آنکھیں اندھی، کان بہرے، دانت ٹوٹے ہوے پوپلے، ٹانگیں لنگڑی، کمر ٹوٹی ہوئی، ہاتھ لنجے ہو گئے کوئی کل سیدھی نہ رہی، جیتے جی مر گئے۔''[۵]

قصہ مختصر یہ کہ مولوی ذکاءاللہ نے مغلیہ دور حکومت کو ایک سچے مورخ کی طرح یوں بیان کیا ہے کہ ماضی حکمرانوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے حال اور مستقبل کے حکمران عبرت ناک سبق سیکھ سکیں اس بات کی تائید سید عبداللہ نے اس طرح کی ہے:

''۔۔۔سرسید کے رفقاء میں شبلی کے بعد اگر کوئی شخص مورخانہ امتیاز کا مالک ہے تو وہ مولوی ذکاءاللہ ہیں۔ ان کا بڑا کارنامہ ''تاریخ ہندوستان'' ہے۔ ذکاءاللہ کے نزدیک تاریخ کی عملی قدر منزلت یہ ہے کہ اس میں علم معاشرت و تمدن کو بہ توضیح و تفصیل بیان ہو۔ اور قوموں کی سوانح عمری اس طرح بیان کرے کہ ان کی تمدنی معاشرت کا باہمی مقابلہ کا سامان باہمی پہنچ سکے تاکہ آئندہ زمانے کے لیے ان قطعی قوانین کا تصفیہ ہو جائے۔ جس کے مطابق تمدنی واقعات پیش آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ زوال کی طرف جا رہے تھے۔''[۶]

''آئین قصری'' میں بھی وہ ایک کامیاب مورخ نظر آتے ہیں آئین قصری ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں انہوں نے ۱۸۵۴ء سے لے کر ۱۹۰۴ء کے حالات لکھے ہیں۔ اس میں انہوں نے ملکہ وکٹوریا کی ذاتی زندگی کے علاوہ سلطنت کے نظام کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ مولوی ذکاءاللہ ملکہ وکٹوریا سے بھی بے حد متاثر تھے، کچھ تو ان کی ذاتی پسندیدگی تھی اس کے علاوہ جن حالات میں ملکہ وکٹوریا نے اقتدار سنبھالا، اس زمانے میں مسلمانوں کے اختلافات صرف انگریزوں سے نہیں بلکہ وہ ہندوؤں سے بھی ناخوش تھے۔

مولوی ذکاءاللہ کا خیال تھا کہ ان حالات میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے اگر کسی ایک کی بھی حکومت آجاتی تو ان دونوں کی آپس کی نااتفاقیوں کی وجہ سے ملک کے حالات صحیح نہ رہتے بلکہ اختلافات بڑھنے کے امکان زیادہ تھے۔ اس لئے وہ اس بات کے حق میں تھے کہ ملک کا نظام ملکہ وکٹوریا کے ہاتھوں میں رہنا چاہیے۔ مولوی ذکاءاللہ نے ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''۔۔۔۔ میں پرانی دہلی کو جانتا ہوں میں شاہی محل سے بھی اچھی طرح واقف ہوں۔۔ موجودہ دور معہ اپنی تمام خامیوں کے اس سے کہیں بہتر ہے۔ لوگ پچھلے اچھے وقتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایام بحیثیت مجموعی اچھے نہ تھے۔۔۔ وہ دن بدن اخلاقی اور انحطاط سے بھرپور تھے۔''[۷]

مولوی ذکاءاللہ ملکہ وکٹوریا کے نظام حکومت کے ساتھ ساتھ ان کے تعلیمی نظام سے بھی متاثر تھے کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ تعلیم ہی وہ ہتھیار ہے جس سے قومیں ترقی اور کامیابی کی طرف جاتی ہیں اور زندگی کے ہر معاملے میں صحیح فیصلے کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ ان کا اشارہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی ہے، جو کہ مسلمانوں کا محض جذباتی فیصلہ تھا۔ برائے نام اور کھوئی ہوئی حکومت کو بچانے کے لیے اس وقت جنگ کرنا، جب فوج نے جنگی مشقیں کرنا چھوڑ دیں تھیں۔ جذبہ حب الوطنی بھی ان کے دلوں سے ختم ہو چکا تھا۔ جنگی ہتھیار بھی ان کے پاس برائے نام تھے۔ یہ محض ناسمجھی اور جذباتی فیصلے کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا:

''۔۔۔۔ مولوی ذکاءاللہ کے مطابق اگر لوگ تعلیم یافتہ ہوتے تو یہ سانحہ کبھی برپا نہ ہوتا۔ وہ سمجھتے تھے کہ انگریزوں کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی مذہبی جواز نہیں بنتا تھا۔ کیوں کہ ان کا دور ماضی کے ادوار سے نسبتاً بہتر ہے۔''[۸]

بحیثیت مورخ تاریخ ہندوستان، سلطنت ہندوستان اور آئین قصری میں مولوی ذکاءاللہ نے مغل حکمرانوں سے متعلق جو حقائق بیان کیے ہیں اس پر بہت سے لوگوں نے اعتراضات کیے ہیں اور اب پر انگریزوں کے حمایتی ہونے کا الزام ہے، حالانکہ مولوی ذکاءاللہ کے علاوہ دیگر مورخین نے بھی مغلیہ حکومت کی ان کمزوریوں کو بیان کیا ہے جو صرف مغل حکمرانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ کسی بھی غیر ذمہ دار یا عیاش حکمرانوں کے زوال کا سبب بن سکتی تھیں۔

جہاں تک حکمران بننے کا تعلق ہے وہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے حکمران کا صرف مسلمان ہونا کافی نہیں بلکہ ذمہ دار، ایماندار اور انصاف پسند ہونا اس کی کامیابی اور عوام کی خوشحالی کے لیے از حد ضروری ہے۔

حواشی

۱۔ دہلی کالج، اردو میگزین، قدیم دلی نمبر، اپریل ۱۹۵۳ء، ص ۱۳۹۔

۲۔ سی۔ایف۔اینڈریو، مولوی ذکاء اللہ، مترجمہ: ضیاءالدین احمد برنی (کراچی: تعلیمی مرکز)، ص ۱۳۸۔

۳۔ اے۔ایچ۔کوثر، اردو کی علمی ترقی میں سر سید اور ان کے رفقاء کا رکا حصہ (کراچی: لائبریری پروموشن بیورو، جامعہ کراچی، ۱۹۸۴ء)، ص ۳۸۶۔

۴۔ سی۔ایف۔اینڈریو، مولوی ذکاء اللہ، مترجمہ: ضیاءالدین احمد برنی، ص ۴۳: ۴۲۔

۵۔ ڈاکٹر رفعت جمال، ذکاء اللہ حیات اور ان کے علمی و ادبی کارنامے (دلّی: نیو لتھو آرٹ پریس، ۱۹۹۰ء)، ص ۶۷۔

۶۔ سید عبداللہ، سر سید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کار کی اُردو نثر کا فنی و فکری جائزہ (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۲۰۶۔

۷۔ سی۔ایف۔اینڈریو، مولوی ذکاء اللہ، مترجمہ: ضیاءالدین احمد برنی، ص ۲۷۔

۸۔ ظہیر حسن، مولوی ذکاء اللہ: جدیدیت پسند مفکر (جامعہ کراچی: شعبہ پاکستان اسٹڈیز، مقالہ ایم۔اے)، ص ۵۱۔